© rasailojaraid.com

تفریح کا اسلامی تصور اور اس کی شرعی حدود

محمد عبدالعلی اچکزئی*

تفریح کا مفہوم:

تفریح فرح سے نکلا ہے، فرح کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الفرح انشراح الصدر بلذةٍ عاجلةٍ واکثر مایکون ذلك فی اللّذات البدنیة (۱)

''الفرح کے معنی کسی فوری یا دنیوی لذت پر انشراح صدر کے ہیں، عموماً اس کا اطلاق جسمانی لذتوں پر خوش ہونے کے معنی میں ہوتا ہے''

سی طرح امام قرطبی لکھتے ہیں:

والفرح لذة فی القلب بادراك المحبوب (۲)

''محبوب چیز کے پالینے سے جو قلبی لذت نصیب ہوتی ہے، اس کا نام فرحت اور خوشی ہے''

یہ فرحت اگر اتراہٹ تک پہنچ جائے تو شرعاً ممنوع ہے، قرآن حکیم میں فرمایا گیا لاتفرحْ اِنَّ اللّٰہَ لایحبُّ الفرِحِینَ (۳) ''مت اتراؤ کیونکہ اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا'' اور اگر یہ فرحت اتراہٹ اور شیخی تک نہ پہنچے، بلکہ محض قلبی خوشی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے احساس پر مبنی ہو تو عنداللہ پسندیدہ، مستحسن اور مطلوب ہے، چنانچہ ایک جگہ حکم دیا گیا قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وبِرَحْمَتِہٖ فبِذٰلِكَ فلیفرَحُوا (۴) ''آپ کہہ دیجئے کہ یہ اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے ہے تو اس پر خوش ہونا چاہئے''

تفریح کا اسلامی تصور اور اس کی ضرورت واہمیت:

ہر انسان اس دنیا میں بحیثیت ایک انسان کے، کچھ ایسی ضرورتیں اور تقاضے رکھتا ہے جنہیں پورا کرنا لازم اور ناگزیر ہوتا ہے، چنانچہ اسے بھوک لگتی ہے تو کھانا کھاتا ہے، پیاس لگتی ہے تو پانی پیتا ہے، سردی گرمی ستاتی ہے تو مکان بناتا ہے، جنسی خواہش ہوتی ہے تو صنف مخالف کی طرف مائل ہوتا ہے، کام کاج سے تھک جاتا ہے تو آرام کرتا ہے، ماحول سے اکتاتا ہے تو مسرت انگیز تفریحات کا طلب گار ہوتا ہے، تشنگی روح تنگ کرتی ہے تو تنہائی کا

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ، پاکستان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خواہاں اور عبادت گذار ہو جاتا ہے۔ بھوک، پیاس، شہوت و آرام، تفریحات و عبادات یہ سب فطری تقاضے ہیں، جن کی تکمیل ہی صحیح اور متوازن زندگی کا ذریعہ ہے، لہذا ان تقاضوں کو پورا نہ کرنا سخت ظلم و زیادتی ہونے کے علاوہ خود فطرت سے بھی لڑنا ہے، اس بارے میں مولانا گوہر رحمٰن لکھتے ہیں:

''چونکہ جسم روح کی سواری ہے اور اس کا ٹھکانہ ہے، جس کے بغیر زندگی بحال نہیں رہ سکتی، اس لئے اسلام نے جسم کے ضروری اور طبعی تقاضے پورے کرنے کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ان کو جسم کا حق قرار دیا ہے، جس طرح کہ کھانا، پینا، سونا، کپڑے پہننا، گرمی اور سردی سے بچنا، جنسی ضرورت پوری کرنا، علاج اور دوائیاں اور دوسری ضروریات اور سہولیات جسمانی تقاضے ہیں، جن کو پورا کئے بغیر جسمانی صحت اور قوت بحال نہیں رہ سکتی، اسی طرح کھیل و تفریح بھی انسانی جسم کی صحت و قوت کو بحال رکھنے اور طبیعت کے نشاط کے لئے اپنے اندر افادیت کے بہت سے پہلو رکھتی ہے، اس لئے اسلام نے کھیلوں اور صحت مند تفریحی پروگراموں کی اجازت دی ہے۔''(۵)

اسی طرح یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

''اسلام واقعیت پسندانہ دین ہے، وہ انسان کو وہم و خیال کے دائرہ میں بند کر کے نہیں رکھتا، بلکہ اسی زمین پر جو حقائق و واقعات کی زمین ہے، رہنا سکھاتا ہے، وہ لوگوں کو آسمان میں پرواز کرنے والے فرشتے سمجھ کر معاملہ نہیں کرتا، بلکہ کھانا کھانے والے اور بازار میں چلنے پھرنے والے انسان سمجھ کر معاملہ کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے لوگوں پر یہ فرض گراں عائد نہیں کیا ہے کہ اس کی ہر بات ذکر اور ہر خاموشی فکر ہو، سماعت وہ صرف قرآن کی کریں اور اپنے تمام فارغ اوقات مسجد میں گزاریں، بلکہ وہ ان کی فطرت اور ان کے طبائع کا پورا پورا لحاظ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق ہی اس طور سے فرمائی ہے کہ جس طرح کھانا اور پینا تقاضائے فطرت ہے، اسی طرح شاداں و فرحاں رہنا اور ہنسنا اور کھیلنا بھی اس کی سرشت میں داخل ہے''(۶)

قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (۷)

''(یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا) بھیج اس (یوسف علیہ السلام) کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے، اور کھیلے اور ہم تو اس کے نگہبان ہیں''۔

اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے سیر و تفریح اور آزادی سے کھانے پینے اور کھیلنے کودنے کی اجازت مانگی گئی ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو اس کی کوئی ممانعت نہیں فرمائی، فقہاء نے یہاں سے یہ مسئلہ نکالا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ سیر وتفریح جائز کھیل ہیں، اور مطلق کھیل اور تفریح اگر اس کے اندر کوئی جزء معصیت کا نہ ہو، تو بالکل جائز ہے، جیسا کہ مولانا عاشق الٰہی لکھتے ہیں:

''حضرات علماء کرام نے اس سے یہ مستنبط کیا ہے کہ سیر وتفریح اور کھیل کود جو حدود شرعیہ کے اندر ہو جائز اور مباح ہے، بچوں کو اس کا کھیلنا کھلانا جائز ہے اور بالغین بھی آپس میں دوڑ لگا سکتے ہیں، بلکہ خیر کی نیت سے ہو تو اس میں ثواب بھی ہے''.(۸)

علامہ جصاص لکھتے ہیں:

واللعب هو الفعل المقصود به التفرج والراحة من غير عاقبة له محمودة ولا قصد فيه لفاعله الاحصول اللهو والفرح ونحو ذلك ومنه مايكون مباحا وهو مالا اثم فيه كنحو ملاعبة الرجل اهله وركوبه فرسه للتطرب والتفرج ونحو ذلك ومنه ما يكون محظورا وفي الآية دلالة على ان اللعب الذي ذكره كان مباحا لو لا ذلك لانكره يعقوب عليه السلام عليهم. (۹)

''لعب (کھیل) اس عمل کو کہتے ہیں جس میں تفریح مقصود ہوتی ہے اور اس کے ذریعے راحت حاصل کی جاتی ہے، اس سلسلے میں کسی اچھے انجام کو مد نظر نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی اس فعل کے کرنے والے کے سامنے تفریح اور تماشا کے حصول کے سوا اور کوئی مقصد ہوتا ہے، اس بنا پر لعب کی بعض صورتیں مباح اور جائز ہوتی ہیں، یعنی ان کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، مثلاً: ایک شخص کا اپنی بیوی کے ساتھ ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ، اسی طرح طرب وتفریح کے لئے گھوڑا سواری وغیرہ، لعب کی بعض صورتیں ممنوع اور حرام ہوتی ہیں، آیت میں یہ دلالت موجود ہے کہ جس لعب کا برادران یوسف نے ذکر کیا تھا وہ مباح اور جائز تھا، اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام اس پر انہیں ٹوکتے اور اس سے انہیں روکتے''.

امام رازی لکھتے ہیں:

"جاز ان يكون المراد من اللعب الاقدام على المباحات لاجل انشراح الصدر(۱۰) كما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لجابر فهلا بكرا تلاعبها وتلاعبك. (۱۱)

''جائز ہے کہ لعب (کھیل) سے مراد مباح کھیلوں پر اقدام ہو طبیعت کو خوشی اور راحت پہنچانے کے لئے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''کیوں کنواری سے نکاح نہیں کیا، تم اسے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی''.

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''بعض مفسرین نے (لعب) کی تفسیر مسابقت وتیر اندازی سے کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اس کو لعب باعتبار صورت کہہ دیا ورنہ لعب حقیقی کی کہ عبث ہے، یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے، میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو، جب اس میں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہوگا جو تحصیل علم وتکمیل عمل میں معین ہوگا، عبث نہیں''۔(۱۲)

تعمیری تفریحات اوران کی افادیت:

ایسی تعمیری تفریح جس سے جسم وروح کو راحت پہنچے، وہ اسلام میں نہ صرف جائز بلکہ شرعاً ایک حد تک مستحسن ومطلوب ہے، تاکہ اس تفریح اور کھیل کود کے ذریعے جسم اور روح کا کسل اور طبعی ملال دور ہوکر دوبارہ طبیعت میں نشاط، چستی، حوصلہ، ہمت اور امنگ پیدا ہو، اور انسان ایک بار پھر پوری خوش دلی کے ساتھ زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف متوجہ ہوسکے، جیسا کہ علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

''تفریح کی بہت سی قسمیں اور کھیل کے بہت سے طور طریقے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیا ہے، تاکہ ان کے بار خاطر کو ہلکا کرنے اور تفریح طبع کا سامان ہو، یہ کھیل ایسے ہیں جو عبادات اور واجبات کی ادائیگی پر بلکہ ان میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے پر آمادہ کرتے ہیں، نیز ان ورزشی کھیلوں کے ذریعے ایسی ٹریننگ ہوتی ہے جو قوت میں اضافہ کا موجب ہے اور اس سے آدمی میدان جہاد کے لئے تیار ہو جاتا ہے، یہ کھیل اسی قبیل کے ہیں، دوڑ میں مقابلہ، کشتی لڑنا، تیر اندازی، نیزہ چلانا، گھوڑے سواری وغیرہ''(۱۳).

ایسی بامقصد تفریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ سے پوری طرح ثابت ہے، آپ ﷺ نے نہ صرف اسے جائز قرار دیا ہے بلکہ اعلیٰ مقاصد کے پیش نظر اسے باعث اجر وثواب سمجھا ہے، چنانچہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی مسلسل جد وجہد علم وعمل، خشیت خداوندی، ذکر وفکر الٰہی، جہاد وتبلیغ اور حسن عبادت سے آراستہ نظر آتی ہے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ میں ہمیں بامقصد کھیل اور وقتاً فوقتاً تفریح کی مثالیں بھی نظر آتی ہیں، مثلاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں پر گزر ہوا جو مدینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور کھیل میں مشغول تھے، پس آپ ﷺ ان کے پاس کھڑے ہوگئے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کانوں کے درمیان سے دیکھتی رہی اور آپ ﷺ ان سے فرماتے رہے:

خذوا یابنی ارفدۃ حتی تعلم الیهود والنصاری ان فی دیننا فسحة. (۱٤)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''اے حبشی بچو! کھیلتے رہو تا کہ یہود و نصاریٰ کو پتا چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے''.

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

الهوا والعبوا فانی اکره ان اری فی دینکم غلظة. (۱۵)

''کھیل کود کیا کرو کیونکہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ تمہارے دین میں سختی دیکھوں''.

ترمذی وغیرہ کی مشہور حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کل شیء یلهوا به الرجل باطل الارمیه بقوسه وتادیبه فرسه وملاعبته امرائة فانهن من الحق (۱۶)

''آدمی کا ہر کھیل بے کار ہے سوائے تین کے (۱) تیر اندازی کرنا، (۲) گھوڑا سدھانا (۳) اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، کیونکہ یہ تینوں کھیل حق میں سے ہیں (یعنی کارآمد ہیں)''.

احادیث کی کتابوں میں ایسی بہت سی روایات موجود ہیں جن سے بامقصد تفریح اور کھیل کا جواز ثابت ہوتا ہے، ایسی ہی احادیث کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وفی معناها کل ما یعین علی الحق من العلم والعمل اذا کان من الامور المباحة، کالمسابقة بالرجل والخیل والابل، والتمشیة للتنزه علی قصد تقویة البدن وتطریة الدماغ. (۱۷)

''حدیث میں ذکر کردہ کھیلوں میں ہر وہ کھیل داخل ہے جو علم و عمل کے لئے معاون بنتا ہو اور فی نفسہ جائز کاموں میں اس کا شمار ہو، جیسا کہ پیدل دوڑ، گھڑ دوڑ، اونٹوں کی دوڑ، یا بدن کی تقویت اور دماغ کی وتازگی کے ارادے سے چہل قدمی وغیرہ''.

ابن العربی حدیث مذکورہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا بقوته یدل علی ان کل مایعود بمنفعة او تدریب فی مقابلة العدو، مثله کاللعب بالحراب، والدرق، والمسابقة علی الاقدام. (۱۸)

یعنی ہر وہ کھیل جس کا نفع یقینی ہو یا دشمن کے مقابلے میں ٹریننگ کا کام دیتا ہو، جیسے نیزہ بازی، ڈھال کی مشق یا پیدل دوڑ کا مقابلہ (وہ حدیث میں ذکر کردہ کھیلوں کی طرح ہے)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

''جو کھیل بدن کی ورزش اور تندرستی باقی رکھنے کیلئے یا کسی دوسری دینی دنیوی ضرورت کے لئے یا کم از کم طبیعت کی تکان دور کرنے کے لئے ہوں اور ان میں غلو نہ کیا جائے کہ انہیں کو مشغلہ بنا لیا جائے اور ضروری کاموں میں ان سے حرج پڑنے لگے، تو ایسے کھیل شرعاً مباح اور دینی ضرورت کی نیت سے ہوں تو ثواب بھی ہے''. (۱۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علامہ خطابی مذکورہ بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے: لکھتے ہیں۔

ويدخل في معناها ما كان من المشاقفة بالسلاح والشد على الاقدام ونحوهما مما يرتاض به الانسان فيتوقح بذلك بدنه ويتقوى به على مجادلة العدو(۲۰)

''(حدیث میں مذکورہ بامقصد) کھیلوں کے حکم میں وہ کھیل بھی داخل ہیں جن کے ذریعہ انسان کی جسمانی ورزش ہوتی ہے تاکہ ان کے ذریعے بدن مضبوط ہوسکے اور دشمن سے مقابلہ کی قوت حاصل ہو، جیسے ہتھیاروں کا مقابلہ اور پیدل دوڑ وغیرہ''

بہر حال تفریح کے ایسے پروگرام جو بامقصد، صحت بخش اور تعمیری ہوں، ایسے پروگرام اصحاب رسول رضی اللہ عنہم بھی کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس قسم کی کھیلوں میں بعض اوقات شرکت کی تھی، چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

(۱) نشانہ بازی:

اسلام کا پہلا پسندیدہ کھیل نشانہ بازی ہے، حضور ﷺ نے کئی احادیث میں اس کے فضائل بیان کئے ہیں اور اس کے سیکھنے کو باعث اجر وثواب قرار دیا ہے، کیونکہ یہ کھیل جہاں جسم کی پھرتی، اعصاب کی پختگی اور نظر کی تیزی پیدا کرتا ہے۔ وہاں یہ کھیل آڑے وقتوں میں اور خاص طور پر جہاد کے موقعہ پر کافروں کے مقابلے میں مسلمان نوجوانوں کے خوب کام آتا ہے۔ قرآن حکیم میں باقاعدہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ (۲۱)

''اے مسلمانو! تمہارے بس میں جتنی قوت ہو اسے کافروں کے لئے تیار رکھو''

مسلم شریف کی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس ''قوت'' کی تفسیر ''رمی'' سے کی ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

اَلاَاِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمی اَلاَاِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمی اَلاَاِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمی (۲۲)

''خبردار قوت پھینکنا ہے، بے شک قوت پھینکنا ہے، بلاشبہ قوت پھینکنا ہے''

اس پھینکنے میں جس طرح تیر کا پھینکنا داخل ہے، اسی طرح اس لفظ میں گولی نشانہ پر پھینکنا، راکٹ، میزائل، بم کو ٹھیک ٹھیک نشانہ تک پہنچانا بھی داخل ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مشق جہاں جسم اور اعصاب کی ریاضت ہے وہاں باعث اجر وثواب بھی ہے، جیسا کہ محمد بن اسمٰعیل الصنعانی لکھتے ہیں:

ويشمل الرمي بالبنادق للمشركين والبغاة ويؤخذ من ذلك شرعية التدرب فيه لان الاعداد انما يكون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مع الاعتیاد ،اذ من لم یحسن الرمی لایسمی معد القوة (٢٣)

’’رمی کا لفظ مشرکین اور باغیوں کے خلاف بندوقیں چلانے کو بھی شامل ہے ،حدیث سے تیراندازی اور بندوق چلانے کی تربیت اور مشق کی مشروعیت بھی اخذ ہوتی ہے ،اس لئے کہ تیراندازی کی مہارت نہیں ہوئی تو اس کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکے گا کہ اس نے طاقت اور قوت تیار کرلی ہے‘‘

اسی طرح نشانہ بازی (تیراندازی) کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ عَلِمَ الرَّمی ثم ترکه فلیس منا اوقد عصی. (٢٤)

’’جس شخص نے تیراندازی سیکھی اور پھر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر چلنے والوں میں شامل نہیں ہے) یا پھر یہ کہ اس نے نافرمانی کی‘‘.

اسی طرح ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپؐ نے تیراندازی کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے:

عن سلمه بن الاکوع قال مرّ رسول الله ﷺ علی نفر من اسلم ینتضلون بالسوق فقال ارموایابنی اسمٰعیل فان اباکم کان رامیاًارمووانامع بنی فلان قال فأمسك احدالفریقین بایدیهم فقال رسول الله ﷺ مالکم لاترمون قالواکیف نرمی وانت معهم فقال ارموا وانا معکم کلکم۔(٢٥)

’’حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بازار میں تیراندازی کر رہے تھے تو آپؐ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: کہ اے بنو اسماعیل خوب تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ بہت اچھا تیرانداز تھا، تیراندازی کرو اور میں اس بارے میں فلاں کا ساتھی ہوں ،اس پر تیراندازی کرنے والا ایک فریق رک گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم لوگ رک گئے ہو ،تو انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح تیراندازی کریں جب کہ آپؐ ایک دوسرے فریق کے ساتھی ہوں ،اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اچھا میں تم سب کے ساتھ ہوں تم لوگ تیراندازی کرو‘‘۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد میں جو ہتھیار استعمال ہوتے ہیں ان کی مشق کرنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا شرعاً ضروری ہے، کیونکہ ان سے ایک تو انسان کے جسم کی مشق ہوتی ہے دوسرے جہاد کے لئے تیاری ہوتی ہے ،پھر جو کوئی ان ہتھیاروں کے استعمال میں مہارت حاصل کرنے کے بعد ان کا استعمال ترک کردے تو آپؐ نے اسے بہت ناپسندیدہ قرار دیا ہے، ایسا ہے کہ گو اس نے دین اسلام کو ترک کردیا ہو۔

(۲) پیدل دوڑ:

اپنی صحت وقوت کے مطابق ہلکی یا تیز دوڑ وہ بہترین جسمانی ورزش ہے ،جس کی افادیت پر سارے اطباء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ڈاکٹر متفق ہیں، پیدل دوڑ سے سستی، کاہلی دور ہونے کے علاوہ جسم قوی اور مضبوط ہوتا ہے اور آدمی جہاد و عبادت اور خدمت خلق کے لئے تیار ہوتا ہے، نیز اس سے مصنوعی وقار ٹوٹ کر مسلمان کی طبیعت میں فرحت اور کشادہ دلی پیدا ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی اس پر عمل کرنے میں نہ ہچکچاتے تھے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿قالوا یا ابانا انا ذھبنا نستبق﴾ (۲۶)

''(اور جب یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے رونے کا سبب پوچھا تو) کہنے لگے ابا! ہم سب تو آپس میں دوڑ لگانے میں لگ گئے''۔

آیت مذکورہ سے فقہاء و مفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ پیدل دوڑ میں باہمی مقابلہ اور مسابقت جائز ہے، جیسا کہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

فیه مشروعیة المسابقة وفیه من الطب ریاضة النفس و الدواب وتمرین الاعضاء علی التصرف.(۲۷)

''اس آیت میں مسابقت کا جواز موجود ہے، اور اس مسابقت سے طبی نکتہ نظر سے جسمانی ورزش، جانوروں کی تربیت اور اعضاء پر کنٹرول حاصل کرنے کی مشق ہوتی ہے''۔

ابن العربی لکھتے ہیں:

ان المسابقة شرعة فی الشریعة وخصلةٌ بدیعة، وعون علی الحرب، وقد فعله النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بنفسه وبخیله، فروی انه سابق عائشه فسبقها فلما کبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سابقها فسبقته، فقال لها، هذه بتلك (۲۸)وفی ذلك من الفوائد ریاضة النفس والدواب وتدریب الاعضاء علی التصرف، ولامسابقة الابین الخیل والابل خاصة. (۲۹)

''مسابقت شریعت میں ایک جائز طریقہ ہے اور یہ عمدہ طریقہ ہے، اور اس سے جنگ پر مدد ملتی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اور گھوڑے کے ذریعے بھی یہ عمل کیا ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیدل دوڑ میں مقابلہ کیا، اور ان سے مقابلہ جیت لیا، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمر رسیدہ ہو گئے تو آپ ﷺ نے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیدل دوڑ میں مقابلہ کیا، لیکن اس بار وہ سبقت لے گئیں۔ پس آپ ﷺ نے ان سے کہا کہ دوڑ کی یہ جیت اس پہلی جیت کے برابر ہو گئی، اور اس مسابقت سے جسمانی ورزش، جانوروں کی تربیت اور اعضا پر کنٹرول حاصل کرنے کی مشق ہوتی ہے، اور جانوروں میں سے صرف گھوڑے اور اونٹ میں مسابقت کرانا جائز ہے''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن العربی کی نقل کردہ روایت جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان پیدل دوڑ مقابلے کا ذکر ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود اس مقابلے میں حصہ لیتے تھے، اسی طرح امام مسلم کی روایت کردہ ایک طویل حدیث میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ تک دوڑ لگائی تھی، جسے انہوں نے جیت لیا تھا۔(۳۰)

اسی سلمہ بن اکوعؓ جن کی دوڑ ضرب المثل تھی، اس کا مشہور واقعہ احادیث کی کتابوں میں درج ہے کہ ایک مرتبہ ایک قبیلے کے لٹیروں کے ایک گروہ نے مدینہ منورہ سے چار پانچ میل دور غابہ نام کی جگہ سے رسول اللہ ﷺ کے کچھ اونٹ لوٹ لئے، چرانے والے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر چل پڑے، یہ لٹیرے گھوڑوں پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے، سلمہ بن اکوع تیر کمان لئے ہوئے پیدل غابہ کی طرف جا رہے تھے کہ ان کی نگاہ ان ڈاکوؤں پر پڑی۔ انہوں نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر مدینہ کی جانب منہ کر کے ڈاکہ پڑنے کا اعلان کیا اور خود اکیلے تیر کمان سنبھال کر ان کے پاس پہنچ کر تیر اندازی شروع کر دی اور اتنی پھرتی کے ساتھ مسلسل تیر مارتے رہے کہ لٹیروں نے سمجھا کہ کوئی بڑی جماعت ہمارا پیچھا کر رہی ہے، چنانچہ وہ بھاگ گئے اور لوٹے ہوئے سارے اونٹ سلمہ نے چھڑا لئے۔ سلمہ کا یہ کارنامہ ان کی دوڑ کی مشق کی وجہ سے ممکن ہوا تھا ورنہ ڈاکوؤں کے پاس گھوڑے تھے اور یہ پیدل تھا۔(۳۱)

ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ دوڑنے کا مقابلہ ایک صحت مند تفریح ہے، جس کی ضرورت جہاد کے میدان میں بھی پڑتی ہے اور یہ جسمانی ورزش بھی ہے، اس لئے مردوں اور ذو محرم عورتوں کے درمیان اور اسی طرح مردوں کا آپس میں دوڑ کا مقابلہ کرنا جائز ہے اور ایسا کرنا وقار اور بزرگی کے خلاف نہیں۔

(۳) کشتی کا مقابلہ:

کشتی میں ایک دوسرے کو بچھاڑنے کا مقابلہ بھی ایک تفریح اور صحت مند کھیل ہے اور دور نبوی میں رائج تھا، خود رسول اللہ ﷺ نے اس کھیل میں حصہ لیا ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے:

عن محمد بن علی بن رکانة ان رکانة صارع النبی ﷺ فصرعه النبی ﷺ (۳۲)

''محمد بن علی بن رکانہ سے روایت ہے کہ رکانہ نے رسول اللہ ﷺ سے کشتی لڑی تھی اور آپؐ نے اسے بچھاڑ دیا تھا۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) تیراکی کی مشق:

تیرنے کی مشق بھی بہترین جسمانی ورزش ہے، اس سے جہاں جسمانی قویٰ مضبوط ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت دوسروں کی جان بچانے میں اس سے کام لیا جاسکتا ہے، وہیں جہاد کی تربیت کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے، کیونکہ کسی بھی جنگ میں ندی، تیز پہاڑی نالے، دریا عبور کرنا قدرتی امر ہے اور آج کی جنگ میں سمندری ناکوں کو دفاعی نقطہ نظر سے بنیادی اہمیت حاصل ہے، اس لئے ایک مسلم نوجوان کے لئے تیراکی جہاں تفریح طبع اور جسمانی ورزش کا عمدہ ذریعہ ہے، وہاں یہ کھیل بوقت ضرورت اپنی اور دوسروں کی جان بچانے اور آئندہ جہاد کی بہترین تیاری بھی ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر لھو المؤمن السباحة وخیر لھو المرأة المغزل (۳۳)

''مؤمن کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور عورت کا بہترین کھیل سُوت کاتنا ہے''

(۵) اچھے شعر سننا اور سنانا:

فرصت کے لمحات میں (مثلاً سفر وغیرہ میں) اگر اچھے اشعار کے ذریعے تفریح طبع حاصل کی جائے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، جیسا کہ حضرت شریدؓ سے روایت کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سواری پر بیٹھا چلا جارہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرما'' کیا تمہیں امیہ بن ابی الصلت کے اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے فرمایا! سناؤ، میں نے ایک شعر سنایا، آپؐ نے فرمایا! ''اور'' میں نے ایک اور شعر سنایا، آپؐ نے فرمایا! ''اور کچھ'' یہاں تک کہ اسی طرح میں نے آپؐ کو سو شعر سنائے۔ (۳۴)

(۶) گھوڑے سواری:

اسلام کا ایک اور پسندیدہ کھیل گھڑ سواری ہے، جو جہاد میں کام آسکے، یہ کھیل ایسا ہے کہ اس میں جسم کی پوری ورزش کے ساتھ انسان میں مہارت، ہمت وجرأت اور بلند حوصلگی جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں اور وقت پڑنے پر یہ کھیل جہاد اور سفر میں خوب کام آتا ہے، گھڑ دوڑ میں مہارت پیدا کرانے کی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ گھوڑ دوڑ کی اجازت دی تھی بلکہ اپنی نگرانی میں اس کے مقابلے بھی کروائے تھے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے:

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سابق بالخیل التی قد اضمرت من الحفیاء وکان امدھا ثنیة الوداع وسابق بین الخیل التی لم تضمر من الثنیة الی مسجدبنی زریق وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ فیمن سابق بھا۔ (۳۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان مسابقت کرائی جو اضمار کئے گئے تھے اور یہ مسابقت حفیاء سے شروع ہوئی اور ثنیۃ الوداع پر ختم ہوئی، اور جن گھوڑوں کا اضمار نہیں کیا گیا، ان کے درمیان ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مسابقت کرائی، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مسابقت کرانے والوں میں شامل تھے"۔

حدیث میں "اضمار" کا ذکر ہے، اضمار اس کو کہتے ہیں کہ پہلے تو گھوڑے کو خوب گھاس دانہ کھلا پلا کر بہت قوی اور فربہ کیا جاتا ہے، اس کے بعد اس کا گھاس دانہ بتدریج کم کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اصل خوراک پر لے آتے ہیں اور پھر اس کو ایک مکان میں بند کر کے اس پر گرم جھول ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ گرم ہو جاتا ہے اور پسینہ چھوڑتا ہے اور جب پسینہ خشک ہو جاتا ہے تو وہ گھوڑا سبک ہو جاتا ہے، یعنی اس کا گوشت تو ہلکا ہو جاتا ہے، لیکن دوڑنے میں قوی رہتا ہے۔(۳۶)

اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے:

انّ النبی ﷺ قال له یاعلی قد جعلت الیك هذه السبقة بین الناس ،فخرج علیؓ فدعاسراقة بن مالك فقال : یاسراقة انی قد جعلت الیك ماجعل النبی ﷺ فی عنقی من هذه السبقة فاذااتیت المیطان فصف الخیل ثم نادثلا ثا هل من مصلح للجام اوحامل لغلام اوطارح لجل فاذا لم یجبك احد فكبرثلا ثاً ثم خلها عندالثالثة یسعد الله بسبقه من شاء من خلقه فكان علیؓ یقعد عند منتهی الغایة ویخط خطاً یقیم رجلین متقابلین عندطرفالخط طرفه بین ابهامی ارجلهماوتمر الخیل بین الرجلین ویقول لهما: اذاخرج احد الفرسین علی صاحبه بطرف اذنیه اواذن اواعذار ،فاجعلو السبقة له ،فان شككتما فاجعلا سبقهما نصفین ۔(۳۷)

"ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے گھوڑوں کے درمیان دوڑ کرانے کا معاملہ انہیں سونپا، حضرت علیؓ نے اس گھوڑ دوڑ کی نگرانی کے لئے حضرت سراقہ بن مالکؓ کو بلایا، انہوں نے اس سے کہا کہ دراصل یہ کام میرے سپرد رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا تو میں آپ کے سپرد کرتا ہوں، پس جب تم اس جگہ پہنچو کہ جہاں سے گھوڑے دوڑائے جائیں گے تو گھوڑوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دینا پھر گھوڑوں کے مالکوں کو پکار کر کہنا کہ وہ گھوڑوں کی لگامیں ان کو سواروں اور دوسرے سامان ان پر پڑی ہوئی جلوں کو ٹھیک کر لیں، جب ان میں سے کوئی بھی ان کے خلاف کوئی اعتراض نہ کرے تو پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہنا، پھر تیسری دفعہ تکبیر کہنے کے بعد ان گھوڑوں کو دوڑنے کے لئے چھوڑ دینا، تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس دوڑ میں کامیاب کرے گا، حضرت علیؓ خود اس جگہ پر بیٹھتے تھے کہ جہاں دوڑ ختم ہوتی تھی۔ اس جگہ پر آپ ایک لائن کھینچ لیتے تھے اور اس لائن کے دونوں کونوں پر دو آدمی کھڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردئے جاتے تھے جو اس لائن پر اپنا انگوٹھا رکھتے تھے اور گھوڑے ان آدمیوں کے درمیان سے گزرتے تھے، اس بارے میں حضرت علیؓ فرمایا کرتے کہ اگر کسی گھوڑے کے دونوں یا ایک کان کا کنارہ دوسرے گھوڑے سے آگے ہو تو وہ گھوڑا جیت جائے گا اور انعام کا مستحق ہوگا، لیکن اگر اس بارے میں یہ شک ہو کہ دو گھوڑے اکٹھے آگے نکلے، تو انعام کی رقم ان میں تقسیم کردینا۔''

گھڑسواری کی طرح اونٹ سواری اور اونٹ دوڑ بھی ایک عمدہ کھیل ہے، اونٹ دوڑ میں مسابقت درج ذیل حدیث سے ثابت ہے:

وعن انس قال كانت ناقة لرسول الله صلى الله عليه وسلم تسمى العضباء و كانت لاتسبق فجاء اعرابى على قعود له فسبقها فاشتد ذلك على المسلمين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان حقا على الله ان لا يرفع شيء من الدنيا الا وضعه. (۳۸)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا اور وہ کبھی پیچھے نہیں رہتی تھی، لیکن ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا اور اس کا اونٹ آگے نکل گیا، یہ بات مسلمانوں پر سخت گزری تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالی کا ایک ثابت شدہ فیصلہ ہے کہ دنیا کی جو بھی چیز سر بلند ہوتی ہے خدا اس کو پست کردیتا ہے''۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گھوڑ دوڑ اور اونٹ دوڑ کے اس قسم کے مقابلوں کا مقصد یہ ہے کہ گھوڑوں اور اونٹوں کو جہاد میں استعمال کرنے اور ضرورت کے وقت ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے، اس لئے ایسی دوڑوں کو جائز بلکہ پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے گھوڑے اور دوسری تمام چیزیں جن سے یہ مقصد حاصل ہو تو ان کے درمیان مقابلہ جائز ہے۔

جہاد کی چیزوں میں شرط کا مال (انعام) لینا:

شریعت اسلامیہ میں پانسہ ڈالنا اور قمار بازی سخت ممنوع ہے، اس کی تمام قسمیں حرام ہیں، اور مسلمانوں کے لئے اس کے تمام طور طریقوں کا سد باب کردیا گیا ہے اور کسی طرح سے بھی اس کے پاس بھٹکنے سے باز رکھا گیا ہے، تاہم گھوڑ دوڑ کے مقابلوں میں انعام مقرر کرنا یا رہان (گھوڑ دوڑ میں شرط لگانا) مباح رکھا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لا سبق الا فى نصل او خف او حافر. (۳۹)

''مسابقت کی شرط کا مال لینا تین چیزوں (یعنی) تیر چلانے، اونٹ دوڑانے، اور گھوڑ دوڑ میں جائز ہے''۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''سبق'' شرط کی رقم کو کہتے ہیں، یعنی وہ مال جو آگے بڑھ جانے کی شرط جیتنے والے کو دیا جاتا ہے، اس حدیث سے بظاہر یہ واضح ہوتا ہے کہ ان تینوں چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں مسابقت یعنی آگے بڑھ جانے کی بازی لگانا اور اس کا مال لینا جائز نہیں ہے، لیکن فقہاء نے ان تینوں کے حکم میں ان چیزوں کو بھی شامل کیا ہے جو جہاد کا سامان وذریعہ ہیں جیسے گدھا، خچر، ہاتھی وغیرہ۔ بعض حضرات نے پیدل دوڑنے اور بعض نے پتھر پھینکنے اور اسی طرح جدید اسلحہ سے نشانہ بازی میں مسابقت کو جواز کے حکم میں شامل کیا ہے۔

جو چیزیں جہاد کے ذرائع میں شامل ہیں ان کی مسابقت میں شرط باندھنا اور بازی لگانا اور شرط کی رقم لینا دراصل جہاد کی ترغیب دینے کے پیش نظر ہوتا ہے، اور اسی لئے اس کے جواز کا حکم بیان کیا گیا ہے، لیکن یہ جواز چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ مثلاً: یہ کہ مسابقت کے مقابلے میں کسی مال یا رقم کی شرط، امیر وحاکم یا تیسرے شخص کی طرف سے باندھی جائے، یا یہ کہ فریقین مقابلہ میں سے صرف ایک جانب سے مال پیش کیا گیا ہو، بایں طور کہ ان میں سے ایک فریق یہ کہے کہ اگر تم سبقت لے گئے تو اس قدر تم کو دوں گا اور اگر میں جیت گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا۔ (۴۰)

اگر مقابلہ کرنے والے فریقین میں سے ہر ایک کی طرف سے مال شرط پر لگایا جائے تو حلال نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ جوا ہو جائے گا۔ البتہ اگر مقابلے میں کوئی تیسرا فریق اپنا گھوڑا شامل کر دے جسے ''محلل'' کہتے ہیں تو یہ صورت بھی جائز ہو سکتی ہے، جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے، ارشاد نبوی ہے:

مَنْ اَدْخَلَ فرسًا بين فرسين فاِن كانَ يومَن ان يسبقَ فلا خير فيه فان كان لا يومن ان يسبق فلا باس به. (۴۱)

''جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا شامل کرے تو اگر وہ گھوڑا ایسا ہے کہ اس کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو اس میں بھلائی نہیں ہے اور اگر یہ یقین نہیں ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو پھر اس میں مضائقہ نہیں''۔

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء نے مذکورہ صورت کے جائز ہونے کی دو شرطیں بیان کی ہیں: اول یہ کہ محلل کا گھوڑا ان دونوں کے ہم پلہ ہو، بایں طور کہ اس گھوڑے کے سبقت لے جانے کا امکان رکھا جائے، دوسرے یہ کہ مقابلہ کرنے والے مان لیں کہ اگر ''محلل'' جیت جائے گا تو ان دونوں کا شرط پر لگایا ہوا مال اس کا حق ہوگا، اور اگر وہ دونوں جیت جائیں گے تو ''محلل'' سے کچھ نہ لیں گے، البتہ ان دونوں میں سے جو بازی لے جائے گا وہ دوسرے کا لگایا مال لے لے گا، پس اگر محلل جیت گیا تو دونوں کا داؤ پر لگایا ہوا مال لے جائے گا، اور اگر ہار گیا تو ان دونوں کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کچھ نہ دے گا۔ ہاں اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر سبقت لے گیا تو دوسرے کا لگایا ہوا مال لے لے گا (۴۲)

مختصراً یہ کہ گھڑ دوڑ کے مقابلوں میں صرف تین صورتوں میں انعام مقرر کیا جا سکتا ہے: (۱) انعام کی رقم امیر، حاکم یا تیسرے فرد کی طرف سے رکھی جائے (۲) دوسری صورت یہ کہ فریقین مقابلہ میں سے صرف ایک جانب سے انعام کی رقم پیش کی گئی ہو، (۳) اور تیسری صورت یہ کہ مقابلے میں کوئی تیسرا ''محلل'' شامل ہو جائے۔ پس مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ آپس میں ہار جیت کی کوئی رقم بطور شرط ٹھہرانا جوا اور قمار ہے جس کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے، آج کل جتنی صورتیں گھوڑ دوڑ کی رائج ہیں وہ کوئی بھی جوئے اور قمار سے خالی نہیں اس لئے سب حرام و ناجائز ہیں۔

یہ تو چند وہ کھیل تھے جن کا احادیث و آثار میں باقاعدہ ذکر آیا ہے، حدود شرعیہ کو قائم رکھتے ہوئے ان کھیلوں کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، ان کے علاوہ دور حاضر میں جو مشہور کھیل مروج ہیں، ان میں کرکٹ، ہاکی، فٹبال، والی بال، لان ٹینس، بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس وغیرہ شامل ہیں، ان میں سوائے کرکٹ کے باقی وہ کھیل ہیں جن میں پیسہ اور وقت کا خرچ نسبتاً کم ہے، ان کھیلوں میں جسمانی ورزش بھی اچھی ہوتی ہے اور کھیل میں شامل تمام کھلاڑی بالعموم یکساں طور پر محظوظ ہوتے ہیں۔

تفریحات کی حدود وقیود:

اسلام کی رو سے ذہنی و جسمانی چستی اور نشاط چونکہ پسندیدہ صفات ہیں، اسی لئے شریعت نے ان صفات کے حصول کے لئے صحت مند تفریح اور مناسب کھیلوں کی نہ صرف اجازت دی ہے، بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے، بشرطیکہ وہ غیر اخلاقی آلائشوں سے پاک ہوں، بقدر ضرورت ہوں اور عبادات اور فرائض شرعیہ سے غافل کرنے والے نہ ہوں، یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ تجربہ شاہد ہے کہ اچھی سے اچھی چیز کے ساتھ جب ضرر رساں چیزوں کی ملاوٹ ہو جائے یا وہ ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو نتیجہ نقصان اور ضرر کی شکل میں نکلتا ہے، مثلاً کھانا ضرورت سے زیادہ کھا لیا جائے تو صحت درست ہونے کے بجائے مزید خراب ہو جاتی ہے اور انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جائز اور مفید کھیل و تفریح کے ساتھ اگر جوئے، موسیقی اور دوسرے فحش پروگرام کی آمیزش کر دی جائے تو یہ متعدد روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی بیماریوں کا موجب بن جاتی ہے، یا جوانوں کو ان جائز کھیلوں کا اس طرح رسیا اور عادی بنا دیا جائے کہ ان کو نہ نماز روزہ یاد رہے اور نہ دعوت و جہاد کا فرض یاد رہے، بلکہ کھیل ہی اس کی زندگی کا مقصد بن جائے اور اچھے سے اچھا کھلاڑی بننا اور بین الاقوامی کھیلوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ ہی اس کا اصل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہدف بن جائے تو ایسی کھیلوں سے اچھے سے اچھے کھلاڑی تو تیار ہوتے رہیں گے، لیکن اچھے مسلمان اور جذبہ جہاد سے سرشار نوجوان تیار نہیں ہو سکیں گے۔ (۴۳)

شریعت کا اصول یہ ہے عادات و معاملات میں سے جس چیز کی ممانعت موجود نہ ہو وہ جائز ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی جائز اور مباح چیز فساد و بگاڑ اور معصیت و گناہ کا ذریعہ ثابت ہو رہی ہو تو وہ فی نفسہ جائز ہونے کے باوجود ذریعہ معصیت ہونے کی وجہ سے ممنوع ہو جاتی ہے، اس لئے فقہاء نے جائز تفریحات کے لئے بھی کچھ حدود و قیود کی نشاندہی کی ہے، جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

۱۔ کھیل کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جس سے گرد و نواح میں کسی قسم کی جانی یا مالی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

۲۔ خود کھیلنے والے کو یا اس کے ساتھ شرکاء میں سے کسی کو کسی قسم کے جسمانی یا مالی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

۳۔ نمازوں کے اوقات میں نہ ہو، یعنی نماز کے نظام میں کوئی خلل نہ آئے۔

۴۔ دوران کھیل ستر کھلا ہوا نہ ہو۔

۵۔ گالی گلوچ نہ ہو۔

۶۔ کوئی ایسا مقابلہ نہ ہو کہ ہار جیت کی صورت میں مال دینے کی شرط ہو۔

۷۔ اس میں ایسا انہماک نہ ہو کہ اس کو مستقل پیشہ کے طور پر اختیار کر لے کہ اس کو پھر کھلاڑی کے نام سے یاد کیا جانے لگے۔

۸۔ اس میں ورزش کا مفہوم ہی غالب ہو، لہو و لہب اور تماشا کا پہلو غالب نہ ہو۔ (۴۴)

ممنوع تفریحات:

اسلامی تعلیمات میں جس طرح صحت مند تفریح اور بامقصد کھیل کی اجازت موجود ہے، اسی طرح لہو و لعب اور لغو کی ممانعت بھی مذکور ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. (٤٥)

''اور کچھ لوگ وہ ہیں جو خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تاکہ اللہ کے راستے سے بے سوچے سمجھے گمراہ کریں اور اس کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے''۔

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیه. (٤٦)

"یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور ترک کردے"۔

یہ لایعنی امور وہ ہیں جنہیں آیات واحادیث میں لہو،لعب اور لغو کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے،لہو ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان کو قابل توجہ اہم امور سے غافل کردے (۴۷) لعب ہر اس کام کو کہا جاتا ہے جو بلا کسی مقصد صحیح کے انجام دیا جائے (۴۸) اور اللغو ہر نکمی (فضول) بات اور ہر نکمے (فضول) فعل کو کہا جاتا ہے،جس میں گانا باجا راگ رنگ وغیرہ بے کار باتیں شامل ہیں۔(۴۹)

اسی طرح شریعت نے جن کھیلوں سے سختی سے منع کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) نرد چوسر (۲) شطرنج (۳) کبوتر بازی (۴) مرغ بازی اور دیگر جانوروں کو لڑانا (۵) پتنگ بازی، (۶) تاش کھیلنا (۷) وڈیو گیمز (۸) تصویر کشی (اگر خاص ضرورت کے تحت نہ ہو) (۹) گانا سننا (۱۰) فلم، ٹی وی اور وڈیو کے ذریعے فحش اور بے ہودہ پروگرام دیکھنا وغیرہ۔

اس کے علاوہ جو کھیل کسی حرام ومعصیت پر مشتمل ہوں وہ اس معصیت یا حرام کی وجہ سے ناجائز ہوں گے اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں مثلاً: کسی کھیل میں ستر کھولا جائے یا اس کھیل میں جو کھیلا جارہا ہو، یا اس میں مرد وزن کا مخلوط اجتماع ہو، یا اس میں دیگر غیر شرعی امور کا اہتمام کیا گیا ہو، اسی طرح جو کھیل فرائض اور حقوق واجبہ سے غافل کرنے والے ہوں، وہ بھی ناجائز ہوں گے، علاوہ ازیں جس کھیل کا کوئی مقصد نہ ہو، بلا مقصد محض وقت گزاری کے لئے کھیلا جائے وہ بھی ناجائز ہوگا۔(۵۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حوالہ جات وحواشی

۱- الراغب الاصفهانی ، ابولقاسم الحسین بن محمد بن المفضل ،معجم مفردات الفاظ القرآن ،میر محمد کتب خانه ،کراچی ،۲:۳۸۹

۲- ابی عبدالله محمد بن احمد الانصاری القرطبی ،الجامع لاحکام القرآن ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت ،۱۹۶۵ء،۸: ۳۵۴۔

۳- القصص ،۲۸:۷۶۔

۴- یونس ،۱۰: ۵۸۔

۵- مولانا گوہر رحمٰن، تفہیم المسائل ،مردان ،مکتبہ تفہیم القرآن ،۲۰۰۲ء،۵:۲۹۹،۳۰۰۔

۶- یوسف القرضاوی ،الحلال والحرام فی الاسلام ،(اردو ترجمه ،مترجم شمس پیرزاده) دارالمعارف بمبئی ،۱۹۹۳ء،۳۶۸۔

۷- سورة یوسف،۱۲: ۱۱

۸- بلند شهری ، عاشق الٰهی، انوار البیان فی کشف اسرار القرآن،ملتان ،اداره تالیفات اشرفیه ،۱۹۹۴ء ۵: ۷۹

۹- حصاص،ابی بکر احمد بن علی الرازی ، احکام القرآن،لاهور ،سهیل اکیڈمی ،۱۹۹۱ء ،۳: ۱۶۸

۱۰- امام رازی ،فخرالدین محمد بن عمر ،بن حسین ،مفاتیح الغیب الشهیر بالتفسیر الکبیر ،دارالطباعة العامرة ، ۵: ۱۵۹

۱۱- بخاری، کتاب النکاح، باب التزویج الثیبات،دارالسلام ریاض ،الطبعة الاولیٰ ،۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۵۰۷۹"

۱۲- تهانوی،اشرف علی ، تفسیر بیان القرآن،کراچی ،ایچ ایم سعید کمپنی ، ۵: ۷۱

۱۳- یوسف القرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، المکتب الاسلامی، بار پنجم، ۱۹۶۹ء ، ص، ۳۷۱

۱۴- علی المتقی بن حسام الدین الهندی، کنز العمال، بیروت، موسسة الرسالة، بار پنجم، ۸۵ء کتاب اللهو، حدیث نمبر:۴۰۶۱۷۔

۱۵- احمد بن الحسین البیهقی، شعب الایمان، بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۰ء، باب فی تحریم الملاعب والملاهی حدیث نمبر: ۶۵۴۲، ۵:۲۴۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

١٦- سنن ترمذی، ابواب الجهاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبيل الله ،دارالسلام رياض ،الطبعة الاولیٰ ،١٩٩٩ء حديث نمبر: ١٦٣٧

١٧- ملا علی قاری، مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، كتاب الجهاد، الفصل الثانی ، ٧: ٤٣١، ٤٣٢

١٨- محمد بن عبد الله ابن العربی، عارضة الاحوذی، بشرح مع الترمذی، بيروت، دار الفكر، ١٩٩٥، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی فضل الرمی فی سبيل الله ، ٤: ١٢٣

١٩- مفتی محمد شفيع، تفسير معارف القرآن،كراچی ،ادارة المعارف ،١٩٧٩ء ، ٧: ٢٣

٢٠- ابی سليمان محمد بن محمد الخطابی، معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، بيروت، دار الكتب العلمية، ١٩٩١، كتاب الجهاد، باب الرمی، ٢: ٢٠٩

٢١- الانفال ،٩: ٦٠

٢٢- مسلم ،كتاب الامارة ،باب فضل الرمی والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه،دارالسلام رياض ،الطبعة الاولیٰ ،١٩٩٩ء، حديث نمبر: ٤٩٤٦

٢٣- سيد محمد بن اسمعيل الصنعانی ،سبل السلام شرح بلوغ المرام ،كتاب الجهاد ،باب فی السبق والرمی ـ ٤: ٧١،٧٢

٢٤- مسلم: كتاب الامارة، باب فضل الرمی والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه،دارالسلام رياض ،الطبعة الاولیٰ ،١٩٩٩ء، حديث نمبر: ٤٩٤٩

٢٥- الشوكانی ،قاضی محمد بن علی بن محمد ،نيل الاوطار شرح منتقی الاخبار ،كتاب الجهاد والسير ،ابواب السبق والرمی ،باب الحث علی الرمی ،٨: ٢٤٥

٢٦- سورة يوسف، ١٢: ١٧

٢٧- سيوطی،حافظ جلال الدين ،عبدالرحمن بن ابی بكر ، الاكليل فی استنباط التنزيل ،كوئٹه ،مكتبه اسلاميه ١٤٠٣ھ، ص: ١٣٠

۲۸- سنن ابی داؤد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

عن عائشه رضی الله عنها انها كانت مع النبی صلی الله عليه وسلم فی سفر قالت فسابقته فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی فقال هذه بتلك السبقة، كتاب الجهاد، باب فی السبق علی الرجل،دارالسلام رياض ،الطبعة الاولیٰ ،١٩٩٩ء، حديث نمبر : ٢٥٧٨،

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیدل دوڑ کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقابلہ کیا تو وہ اس دوڑ کو جیت گئیں، پھر مدت گزر گئی تو ان کا جسم بھاری ہوگیا تو اب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدل دوڑ کا مقابلہ کیا تو آپ ﷺ نے یہ دوڑ جیت لی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوڑ کی یہ جیت ان کی پہلی جیت کے برابر ہوگئی" یہ روایت قدرے تفصیل کے ساتھ معجم الکبیر للطبرانی میں بھی موجود ہے، ملاحظہ ہو! حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد، مکتبہ ابن تیمیہ، القاهره، ۱۹۸۳ء معجم الکبیر، ۲۳: ۴۷، حدیث نمبر: ۱۲۴، ۱۲۵

۲۹- ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، بیروت، دارالمعرفه، ۱۹۷۲ء، ۳: ۱۰۷۵، ۱۰۷۶

۳۰- کتاب الجهاد، باب غزوة لذی قردوغیرها حدیث نمبر: ۴۶۷۸

۳۱- صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات القرد۔ دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء

۳۲- نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، کتاب الجهاد والسیر، باب ماجاء فی المسابقة علی الاقدام والمصارعة واللعب بالحراب وغیر ذلك، ۸: ۲۵۵۔

۳۳- کنز العمال، کتاب اللهو واللعب والتغنی من قسم الاقوال، باب اللهو المباح، ۱۵: ۲۱۱۔

۳۴- مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاء الاشعار وبیان اشعر الکلمة وذم الشعر، دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۵۸۸۵۔

۳۵- ۱۔ الصحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب غایة السبق للخیل المضمرة، دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۲۸۷۰۔
الصحیح المسلم، کتاب الامارة، باب المسابقة بین الخیل وتضمیرها، دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۴۸۴۳

۳۶- النووی شرح مسلم، کتاب الامارة، باب المسابقة بین الخیل وتضمیرها، ۲: ۱۳۲

۳۷- الدارقطنی، علی بن عمر، سنن الدارقطنی، لاهور، دارنشر الکتب الاسلامیه، کتاب سبق بین الخیل، ۴: ۳۰۵۔۳۰۷

۳۸- بخاری، کتاب الجهاد، ناقة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء حدیث نمبر: ۲۸۷۲

۳۹- ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی السبق، دارالسلام ریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر: ۲۵۷۴

۴۰- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا عبد اللہ جاوید، مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ،از افادات مولانا قطب الدین خان ،کراچی ،دارالاشاعت ۱۹۹۴ء،۳: ۷۶۹،۷۷۰

۴۱- محیی السنة رکن الدین ابی محمد الحسین بن سعود ابن محمد الفرا البغوی، مصابیح السنة، بیروت دار المعرفة، ۱۹۸۷، کتاب الجهاد باب اعداد الة الجهاد، حدیث نمبر: ۲۹۲۸

۴۲- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۹: ۱۴۵۔ ۱۴۸۔

الجزیری، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه،بیروت ،دارالفکر ،۱۹۸۶ء ، کتاب الخطر و الاباحة ، باب مبحث المسابقة بالخیل وغیرها، ۲: ۴۷۔ ۵۱۔

وهبة الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعة والمنهج ،دمشق ،دارالفکر ،۱۹۹۸ء، ۱۲: ۲۲۴۔ ۲۲۶۔

شوکانی، نیل الاوطار، کتاب الجهاد والسیر، ابواب السبق والرمی، ۸: ۲۳۸۔ ۲۴۵:۔

ابو اللیث سمرقندی، بستان العارفین، علی هامش تنبیه الغافلین،مصر ،المکتبة التجاریة الکبریٰ، ص: ۱۹۲،۱۹۳

۴۳- مولانا گوہر الرحمٰن، تفہیم المسائل، ۵: ۳۰۰۔

۴۴- احسان اللہ شائق ،جدید معاملات کے شرعی احکام ،دارالاشاعت کراچی ،۲۰۰۷ء، ۱: ۱۰۴۔

۴۵- سورة لقمان، ۳۱: ۴

۴۶- ترمذی، ابواب الزهد، باب حدیث من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه، حدیث نمبر: ۳۱۸

۴۷- راغب اصفهانی ،مفردات الفاظ القرآن ،۲: ۴۷۵۔

۴۸- ایضاً ۲: ۴۷۱۔

۴۹- القرطبی ، الجامع احکام القرآن، ۱۳: ۸۰۔

۵۰- مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ۔مفتی محمد شفیع، احکام القرآن،ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه ،الطبعة الثالثه، ۱۴۱۸ھ، ۳: ۱۸۶۔ ۲۰۲

یوسف قرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، ص: ۳۷۶۔۳۸۸۔

شوکانی، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار، کتاب الجهاد والسیر، باب ما جاء فی الة اللهو، ۸: ۲۶۰۔ ۲۷۱

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com